ضبط و ترتیب : ادارۃ الحق

علوم نبوت

نبی کریمؐ پر اللہ کی نعمت عظمیٰ

علوم دینیہ اور مدارس عربیہ کی فضیلت اور اہمیّت

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ۳ ذی قعدہ ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۷۴ء بروز اتوار جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی صدر کے تعلیمی سال کا افتتاح فرماتے ہوئے حسب ذیل خطاب فرمایا جسے من و عن ٹیپ ریکارڈر سے ضبط کر لیا گیا۔ (ادارہ)

(خطبہ مسنونہ کے بعد) الم یجدک یتیماً فآوی ووجدک ضالاً فھدیٰ ووجدک عائلاً فاغنیٰ، فاما الیتیم فلا تقھر واما السائل فلا تنھر واما بنعمۃ ربک فحدث وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلماء ورثۃ الانبیاء۔

محترم بزرگو! مولانا قاری سعید الرحمان صاحب نے تقریب کا مقصد بیان فرما دیا کہ ایک علمی اور دینی مدرسہ کے تعلیمی سال کا افتتاح ہو رہا ہے ایسی تقریب میں ناچیز کو بھی دعوت دی۔ یہ آپ حضرات کی ذرہ نوازی ہے۔ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس کرم کا شکر گذار ہوں۔ اس وقت کوئی خاص مضمون بیان کرنا نہیں، نہ قابلیت ہے نہ صلاحیت، منتشر طور پہ دو تین باتیں عرض کروں گا۔ انشاء اللہ

محترم بزرگو! علوم تو بہت سے ہیں، کالجوں، یونیورسٹیوں، سکولوں میں علوم حاصل کئے جاتے ہیں۔ لوگ انہیں علم سمجھتے ہیں، ٹھیک ہے دنیوی زندگی کے لئے ان جگہوں میں بہت سے شعبے ایسے ہیں جن کو حاصل کرنا چاہئے، لیکن وہ علم جس سے اللہ جل مجدہ راضی ہو، جس سے آخرت کی خوشنودی حاصل ہو وہ ہے علم دین۔ اللہ کے ہاں قبولیت جو ہے وہ ہے علم دین کی۔ تو علم دین اللہ تعالیٰ کی جانب

سے بہت بڑی نعمت ہے، ہم اور آپ جو یہاں جمع ہیں تو یہ اللہ کا کرم ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جہاں پر علم دین کے طلبہ جمع ہوں، قرآن و حدیث کا دور دورہ ہو تو فرشتے رحمت کے سیاحین جو ملک کے اندر گھومتے ہیں یہاں انہوں نے دین کے طلبگاروں کو دیکھا تو فرشتے ان کے احترام کی خاطر پر بچھا دیتے ہیں، آپ کسی کی تعظیم و احترام کے لئے دری، چٹائی بچھاتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ قالین بچھا دیتے ہیں۔ پھول نچھاور کرتے ہیں۔ لیکن میں آپ سے عرض کروں کہ اس وقت ہم یہاں اور آپ سب طلبۂ دین میں شمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبولیت عطا فرماوے ـــــ تو کیا معلوم کتنے فرشتوں نے آپ کے قدموں کے سامنے پر بچھا دیئے ہوں اور عرش سے رحمتیں ایسی مجالس علم پر نازل ہوتی ہیں تو ان سیاحین فرشتوں کے اس مجمع سے لیکر عرش تک پرے لگ جاتے ہیں اور پھر اطراف واکناف سے بھی فرشتوں کو بلاتے ہیں کہ یہاں ہے ہمارے مقصد کی جگہ یہاں آؤ۔ تو وہ آ آکر ایک دوسرے پر قطار کی شکل میں عرش تک قطار بنا لیتے ہیں تاکہ عرش معلّیٰ سے نازل ہونے والی رحمتوں کی جو بارش وہ ہم پر سے ہو کر گذرے اور ہم بھی رحمت کے مورد بن جائیں تو ایسا مجمع نہایت بابرکت ہوتا ہے۔

ـــــ تو علم دین کا مقام جیسا کہ ابھی قاری صاحب نے چند آیتیں سورۃ والضحیٰ کی تلاوت فرمائیں اور اس سے مجھے خیال ہوا کہ اسی سورۃ کی چند آیات پر کچھ عرض کروں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سے احسانات فرمائے من جملہ ان احسانات میں سے تین احسانات کو اس سورۃ میں ذکر کیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں: الم یجدک یتیماً فآویٰ۔ اے پیغمبر! تو یتیم اور در یتیم تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ٹھکانے کا انتظام رب العزت نے فرمایا اور تمہیں جگہ دے دی۔ ابھی حضور اقدس دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا پھر والدہ کا انتقال ہوا۔ پھر دادا کا پھر حضرت ابوطالب نے خدمت کی وہ بھی کچھ عرصہ بعد چلے گئے۔

علماء نے بہت سے نکتے بیان فرمائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہزاروں یتیم ہوں گے۔ اور دلوں میں یہ سوچیں گے کہ ہم تو یتیم ہیں ہم نے باپ دادا کی شفقت کا ہاتھ نہیں دیکھا جب وہ دل میں یہ سوچیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم بھی یتیم تھے۔ تو کہیں گے کہ ہمارے لئے یہ نعمت کچھ کم ہے کہ ہم تکوینی طور پر حضور اقدس کے ساتھ اس وصف میں شریک ہو گئے تو یتیم کے لئے یہ بڑے حوصلے کی چیز ہو گی اور اس میں اور بھی بہت سے نکتے ہیں۔

ایک یہ بھی کہ یتیم کا تربیت کرنے والا تو کوئی ہوتا نہیں اس کو علوم سکھانے والا اس کو آداب اور اخلاق سکھانے والا، اس کو تہذیب سکھانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ خصوصاً عرب میں جہاں نہ کالج تھا نہ سکول تھا نہ مدرسہ تھا لیکن اللہ کو جو منظور تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو وہ روشنی دی جائے، وہ علوم عطا کئے جائیں جس کا مقابلہ کوئی بھی قیامت تک نہ کر سکے اور نہیں کر سکتے اللہ نے چیلنج دیدیا کہ اسکی صداقت میں شک ہو تو جواب اور اس کا توڑ پیش کر دو۔

ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بسورة من مثله وادعوا شهدا كم من دون الله ——— جس در یتیم نے کسی سے پڑھا نہیں، کسی سے سیکھا نہیں، کسی نے شفقت کا ہاتھ اس کے سر پہ پھیرا نہیں آداب سکھائے نہیں وہ تمام دنیا کے معلم اخلاق اور معلم آداب بنے۔ تو اللہ تعالیٰ ہی نے انہیں سکھایا پڑھایا اور اللہ ہی نے خود انہیں تربیت دی ——— بہر تقدیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر آپ کی حالت یتیمی کی تھی۔ اللہ نے تمہیں ٹھکانہ دیا۔ اللہ نے یہ نعمت آپ پر فرمائی ———

دوسری نعمت یہ کہ ——— ووجدك عائلاً فاغنى ——— آپ عیالدار تھے۔ آپ نقیر تھے، رب العزت نے آپ کو غنی کر دیا۔ حضرت خدیجہؓ نے خود نکاح کی درخواست کی۔ حضور اقدسؐ نے ان سے نکاح فرمایا۔ حضرت خدیجہؓ نے ساری دولت حضور اقدسؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کر دی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پہ خرچ کر دیا۔ آپ کی شان یہ تھی کہ:

انك لتحمل الكل وتصل الرحم	مصیبت زدوں کا بوجھ اٹھاتے صلہ رحمی
وتقرى الضيف، وتعين على	فرماتے مہمان نوازی کرتے اور مصیبتوں میں
نوائب الحق۔	لوگوں کی اعانت فرماتے۔

لاکھوں ہزاروں روپیہ جو ہاتھ میں آیا اُسے مکہ کے غریبوں مسکینوں بیواؤں محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ غناء قلب تو تھی ہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غناء ظاہری بھی اللہ نے عطا فرما دی۔

مزید ایک اور نعمت کا بیان ہے: ووجدك ضالاً فهدى ——— اے پیغمبر آپ اللہ کی محبت میں اور تلاش میں اللہ کے پاس پہنچنے کی تڑپ میں سرگرداں تھے کہ وصول الی اللہ کس طریقے پہ ہو اور جلد ہو۔

آپ خدا کے عشق میں سرگرداں تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے راستہ بتلا دیا۔ قرآن مجید کو نازل

فرمایا۔ وحی متلو اور وحی غیر متلو سے اللہ نے نوازا ـــــ اب یہ تین نعمتیں اللہ نے اس سورۃ میں ذکر فرمائی ہیں ـــــ

ہم لوگ بھی ذرا سوچتے رہیں بچپن میں ہماری کیا حالت تھی، کتنے کمزور تھے۔ آج کچھ طاقت اگر ہم میں ہے تو یہ کس نے عطا فرمائی ـــــ؟ رب العزت ہی نے ـــــ ماں کے پیٹ سے جب آئے تھے تو ننگے تھے نہ کپڑے تھے نہ دولت تھی۔ آج اگر یہ سب کچھ ہے تو ذرا سوچیں کہ یہ دولت مجھے کس نے دی ہے۔ ربّ العزت ہی نے دی۔ پیدائش کے وقت ہمارے پاس کوئی چیز نہ تھی، نہ علم تھا نہ فہم۔ آج اگر علم ہے ہنر ہے تو یہ سب رب العزت ہی نے عطا فرمایا۔ اب ان نعمتوں کا حق کیا ہے۔ اس کے کیا تقاضے ہیں۔ تو تینوں نعمتوں کی شکر گذاری کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام اور ان کے واسطہ سے ساری امت کو بتلا دیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ اے پیغمبر تین چیزیں رب العزت نے آپ کو عطا فرمائیں ایک تو یہ کہ آپ یتیم تھے اللہ نے ٹھکانا عطا فرمایا۔ اس نعمت کا شکریہ یہ ہے کہ :

فاما الیتیم فلا تقھر ــــ جو یتیم تیرے پاس آئے اس پر غصہ بالکل مت کر۔

حدیث میں آتا ہے کہ یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرنے والے کے گناہ یتیم کے سر کے بالوں کے برابر جھڑ جاتے ہیں۔ دس ہزار ہیں تو دس ہزار، بیس ہزار بال ہیں تو بیس ہزار گناہ اس کے معاف ہو جاتے ہیں۔ اور حضور اقدس ؐ نے فرمایا کہ :

انا وکافل الیتیم کھاتین۔ ــــ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا ان دو انگلیوں کی طرح ہیں۔

یتیم خواہ بھتیجا اور بھانجا ہے، چچا کی اولاد ہے، کوئی قریبی رشتہ دار ہے یا غیر قریبی شخص۔ اس میں قریب اور غیر قریب کا سوال نہیں، رشتہ دار کی تربیت و کفالت میں تو دو اجر ملیں گے۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ ہم دونوں ایسے ہوں گے جیسے دو انگلیاں قریب ہوتی ہیں۔ اور درمیانی انگلی لمبی ہے۔ تو شان نبوت کی وجہ سے نبی کا درجہ تو آگے ہوگا۔ مگر یہ دوسری انگلی بھی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اور ایک صورت یہ ہے کہ دو انگلیوں کے درمیان بالکل سی روشنی ہوتی ہے۔ ایک خط سا بیچ میں فاصل ہے تو امتی اور نبی کے درمیاں جو بھی تو رہے گا۔ مگر یہ سعادت کچھ کم ہے کہ جو یتیم کا پالنے والا ہو۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا ـــــ اور جو یتیموں کا بھتیجوں کا رشتہ دار

یتیموں کا مال کھائے گا۔ ان کے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا:

انّما یاکلون فی بطونھم نارا یہ لوگ آگ کھاتے ہیں۔ آگ۔

جو یہ سمجھتے ہیں کہ چچا زاد بھائی کا مال ہے کھاتے رہو، بڑا ہوگا تو پھر دیکھا جائے گا ان کے پیٹ میں درحقیقت جہنم کی آگ جاتی ہے ـــــ تو اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو تلقین فرمائی کہ تو یتیم کو کبھی نہ ڈانٹ، یتیمی کی حالت تو آپ پر گذری ہے۔ اور جو فقیر و مسکین سامنے آئے اور جو سائل بھی آپ کے سامنے آئے اُسے بھی کبھی نہ ڈانٹ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب بھی کوئی سائل آیا۔ آپ نے لا نہیں کہا کبھی انکار نہیں کیا۔

ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اشھد ان لا الٰہ الّا اللہ میں لا ہے۔ اگر اس میں بھی نہ ہوتا تو آپ کی زبان مبارک پر کبھی لا آیا ہی نہ ہوتا۔ یہ کلمۂ شہادت کی لا تو ... ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اوروں کو فقر و فاقہ کا احساس ہو یا نہ ہو آپ کے اوپر تو فقیری کا دور گذر چکا ہے۔ اب اس کے بارے میں خدا کی اس نعمت کا خاص شکر ادا کر، نہ کسی محتاج کو ڈانٹ نہ کسی کو محروم کر۔ اور ان دو نعمتوں کے شکریہ کے ذکر میں اللہ رب العزّت نے تعبیر اور اظہار کا عنوان بصیغۂ نعمت پہ نہیں فرمایا۔ اتنا فرمایا کہ ـــــ الم یجدک یتیما فآوی ـــ شکریہ میں فرمایا ـــــ فامّا الیتیم فلا تقھر ـــ اور فرمایا: ووجدک عائلا فاغنی ـــ شکریہ میں فرمایا: فامّا السائل فلا تنھر ـــ لیکن وہ جو اللہ کے پاس پہنچنے کا راستہ ہے، جس کو ہدایت کہا جاتا ہے جس کو علم کہا جاتا ہے جس کو دین کہا جاتا ہے۔ جس کا ذکر ـــ ووجدک ضالا فھدی میں ہے۔ اس کے شکریہ کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں کہ ـــــ

وامّا بنعمۃ ربک فحدّث ـــــ تو اس کی تعبیر اللہ نے نعمت سے فرمائی۔ پہلی چیزیں بھی نعمت ہیں، مگر اس کی تعبیر نعمت سے نہیں ہوتی ـــــ آج اگر وزارت کسی کو مل جائے تو ہم لوگ تو اس پر خوش ہوتے ہیں کہ بس یہی نعمت ہے۔ کہ دولت ملی، جوانی ملی، حکومت ملی، سلطنت ملی۔ بھئی اگر وزارت بھی مل جائے۔ وزیراعظم بھی بن جاؤ۔ تو ہامان بھی تو وزیراعظم تھا اگر تمہیں صدارت مل جائے بادشاہت بھی ملے تو فرعون کو بھی تو ملی تھی۔ آج دنیا میں کتنے کافر وزراء اعظم ہیں، کتنے کافر صدر ہیں۔ یہ تو کوئی چیز نہیں۔ لوگوں کی نظر صرف دنیا پہ ہوتی ہے۔

اللہ نے فرمایا کہ جب تمہیں خدا نے دولت دی تو اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرو جب تمہیں خدا نے طاقت دی۔ تو یتیموں کو پالتے رہو۔ لیکن ایک چیز اسے میرے حبیب ایسی ہے کہ وہ

اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور بھی نعمتیں ہیں لیکن علم دین کے مقابلہ میں وہ اس قابل نہیں کہ انہیں نعمت کہا جائے۔ رب العزت نے ان کا نام عنوان نعمت سے نہیں فرمایا اور دین کو اور علوم دینیہ کو تعبیر کیا نعمت سے۔ فرمایا گیا۔ واما بنعمة ربك فحدث۔ اب شکریہ ہے کہ جو کچھ بھی آپ کے پالنے والے نے نعمت دی ہے۔ جو وحی آپ پر بھیجی قرآن وحی متلو اور جو احادیث ہیں۔ وحی غیر متلو اس کو دنیا میں پھیلاتے رہو۔ اور خرچ کرتے رہو۔ آج ہم اسی مقصد اشاعت علم دین کی خاطر جمع ہیں اور یہ نعمت دنیا کی تمام چیزوں سے بڑھ کر ہے۔ اور درحقیقت یہ اللہ کے کرم اور مہربانی ہے۔ دنیا تو اس کی بے قدری کرتی ہے۔

لیکن اللہ کی نگاہ میں صرف یہی ایسی چیز ہے کہ جسے نعمت کہا جائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: العلماء ورثة الانبیاء۔ اس سے زیادہ بڑھ کر اور کیا چیز ہوگی۔ علم دین حاصل کرنے والے اسکی خدمت کرنے والے علم دین اور علماء کے ساتھ لگاؤ رکھنے والے وہ کون ہیں۔ وہ ورثۃ الانبیاء ہیں۔ تو یہ کتنا بڑا مقام ہے۔ ہمیں میراث کی دولت ملی۔ اور میراث میں وہ چیز ملی ہے جو مورث کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے۔ تو پیغمبروں کے ساتھ جو مخصوص چیز ہے۔ وہ ہے علم دین اور علوم نبوت۔ تو اصل چیز حاصل کرنے کی یہ ہے۔

محترم بزرگو! علم دین اللہ کی بڑی نعمت اور بڑا احسان ہے۔ اگر فرشتے طلبہ کیلئے پر بچھائیں تو جو لوگ طلبہ اور مدارس عربیہ کی سرپرستی کرتے ہیں۔ طلبہ کی پشت پناہی کی ان کے سروں پر ہاتھ رکھا اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کا مورد بنادیں گے۔ کیونکہ آپ مدرسہ والوں کے حوصلے بلند کرتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے مدارس باقی و جاری ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ قیامت سے پہلے ایک دور آئے گا کہ لوگ علماء سے نفرت کریں گے۔ اور وہ نفرت ذاتیات کی بناء پر نہیں بلکہ اسی لئے کہ یہ لوگ ان کے خیال میں وقت، کو ضائع کرتے ہیں۔ آج بہت سے لوگ علماء کے بارہ میں کہتے ہیں کہ یہ خواہ مخواہ تضیع وقت کر رہے ہیں۔ اللہ ربی ۔۔۔۔ میں کیا عرض کروں کہ یہ تضیع اوقات ہے۔ ہم نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جس وقت اس ملک میں انگریز آئے، سکھوں کا حملہ ہوا۔ ان کافروں نے مل کر اسلام کو اسی ملک سے مٹانا چاہا تو حضرت مولانا سید احمد شہیدؒ حضرت مولانا محمد قاسمؒ اور جو ان کے معاون تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں پر رحمتیں نازل فرمائے۔ انہوں نے یہ سوچا کہ نہ تو ہمارے پاس پولیس ہے نہ فوج ہے نہ طاقت نہ دولت ہے ہم ان دشمنوں سے، ہندؤں سے، سکھوں سے، یا انگریز

کا مقابلہ اور دین کا تحفظ کس طریقے سے کر سکتے ہیں۔؟ تو انہوں نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی اور آج ہم اور آپ سو برس کے بعد بھی دیکھ رہے ہیں کہ بحمداللہ دین محفوظ ہے۔ یہ نورانی چہرے یہ جتنے ڈاڑھی والے لوگ آپ دیکھ رہے ہیں، جتنا بھی اسلامی تمدن اور تہذیب ہے، اسلامی سیاست اسلامی معاشرہ، اسلامی اخلاق، اسلامی کردار جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں یہ ان علماء حق کے مساعی کا نتیجہ ہے اگر یہ ان دینی مدرسوں کی بنیاد نہ رکھتے تو آپ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ کیا یہ دین باقی رہ جاتا تو حقیقت یہ ہے کہ آپ اس چیز کو بیکار نہ سمجھیں، جہاں صبح شام درس قرآن ہوتا ہو، درس حدیث ہوتا ہو۔ پانچ وقت لاوڈ سپیکر سے اذان ہوتی ہو، جسے قرب وجوار کے لوگ سنتے ہوں جمعہ کے دن تقریر ہوتی ہو تو اسلام کی باتیں مسلمانوں کے کانوں میں پڑتی رہتی ہوں۔ کیا یہ تھوڑی برکت ہے ان مدارس کی۔

الحمدللہ کہ آج ہم لا الہ الا اللہ پر فخر کرتے ہیں باوجود کہ ملک میں اسلام کی تباہی اسلام کو نیست ونابود کرنے کی کوشش ہوتی رہی، مگر نہیں کر سکے۔ تو یہ برکت ان علماء کی ہے جنہوں نے دین کو پھیلانے کی خدمت کی۔ کئی عرب ممالک میں آپ چلے جائیں تو وہاں بھی انقلاب آیا پھر اس کے بعد بھی اسلامی حکومتیں اور مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہوئیں۔ لیکن کافروں کی تہذیب وتمدن نے اپنے اثرات بہت زیادہ چھوڑ دئے۔

بھائیو! دیکھو اگر تمام عمر کالجوں میں اور سکولوں ہی میں گذر جائے، صرف وہاں ہی پڑھا ہو اور وہی لوگ مسلمانوں کے افسر بن جائیں تو وہ تو وہی کچھ سکھائیں گے جو انہوں نے سیکھا ہو پڑھا ہو ——— کل اناء یترشح بما فیہ۔ ہر برتن میں جو ہوگا وہی ٹپکے گا۔ تو جس نے تمام عمر انگریزی تہذیب، انگریزی تمدن میں گذاری ہو، وہ موؤنسے تنگ کا مرید ہو یا کسی اور کا مرید ہو وہ آپ کی دینی تربیت کیسے کرے گا۔؟

وہ تو حضرت عمرؓ تھے دینی تربیت کرنے والے جنہوں نے قرآن وحدیث کو پڑھا اور پھر دین کو پھیلایا وہ تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تھے کہ دین کو پھیلایا تو جو لوگ دین سے ناواقف ہیں وہ لوگوں کو دین کیا سمجھا سکیں گے جو خود چور ہوں وہ کیا لوگوں کو چوری سے روک سکتے ہیں؟ جو خود شرابی ہوگا وہ کہاں لوگوں کو منع کر سکے گا جو خود سود کا کاروبار کرتا ہوگا وہ اسے ملک بھر سے کیسے ختم کرے گا۔ جو خود زنا کرتا ہو کیا وہ زنا سے روک سکتا ہے۔؟ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم ——— تو یہ مسئلہ بڑا پیچیدہ ہے۔

حضرت عمر کی قبر پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں، انہوں نے اعلان کیا تھا کہ جو بھی دوکاندار دکان پر بیٹھے گا وہ اس زمانہ کے لحاظ سے سند پیش کرے گا کہ اسے بیع کے احکام معلوم ہیں یا نہیں۔؟ بیع کی تعریف کیا ہے۔؟ سود کسے کہتے ہیں؟ تولیہ، مرابحہ کسے کہتے ہیں۔۔؟ اس لئے کہ جب آپ تجارت کرتے ہیں تو تجارت کے مسائل سے واقف ہوں — نکاح کرتے ہیں تو نکاح کے مسائل معلوم کریں، نماز پڑھتے ہیں تو نماز کے مسائل۔ حج کرتے ہیں تو حج کے مسائل معلوم کریں۔ اسی طرح تجارت اور کاروبار کے بھی مسائل اور احکام ہیں۔ تو اس کے مسائل معلوم کرنا ضروری ہے۔ حکومت کریں تو اسلامی حکومت کے احکام معلوم کرنے چاہئیں۔

میں انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کی برائی نہیں کرتا مگر جن کی عمریں ساری کی ساری امریکہ میں گذریں، تعلیم وہاں پائی، لندن میں تمدن سیکھا، وہی طبقہ یہاں آکر مسلمانوں پر مسلط ہو گیا وہ انہیں کیا سکھائے گا۔ اور کیا بتلائے گا۔؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن راستہ پر جا رہے تھے، ان کے ساتھ چند ساتھی بھی تھے تو کسی نے انہیں گالی دی، بہت سی گالیاں دیں۔ مگر حضرت عیسیٰ نے جواب میں دعائیہ کلمات کہے تو شاگردوں نے حضرت عیسیٰؑ سے عرض کیا کہ اس نے گالی دی، آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔ فرمایا کہ برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی اس سے نکلے گا۔ جب برتن میں پیشاب ہو آپ اس میں سونے کا ڈھیلہ بھی پھینک دیں تو چھینٹے جو اڑ اڑ کر پڑیں گے تو پیشاب ہی کے پڑیں گے۔ اور جس برتن میں دودھ ہو، شہد ہو۔ آپ جو بھی چیز اس میں پھینک دیں، گوبر کیوں نہ ماریں، دودھ یا شہد ہی باہر گرے گا۔

تو انسان کے دل و دماغ میں جو بھی تعلیم و تمدن ہوگا وہی ظاہر کرے گا۔

الغرض علماء کرام کی یہ برکات ہیں کہ دین کا چرچا ہے۔ یہ لوگ دین کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوئے، میدان میں نکل آئے ورنہ دیگر عرب اور افریقی ممالک کی طرح یہاں بھی حالت بے حد خراب ہو چکی ہوتی۔ اس دن افریقہ کے کچھ دوست تبلیغی جماعت والے حضرات آئے تھے تو میں نے اُن سے وہاں کی حالت پوچھی۔ کہا کہ افریقہ میں مسلمان تو ہیں۔ لیکن یورپین لباس میں ہیں مرد اور عورت سب اس طریقہ پر ہیں۔ اور وہ جو فرمایا کہ جس وقت لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ علماء سے نفرت ہو تو دوسری حالت بھی بیان ہوئی کہ امت، عمارتوں بلڈنگوں پر فخر کرنے لگ جائے گی، ایک کہتا ہے میری بلڈنگ بہت اچھی ہے، دوسرا کہتا ہے میری دوکان چوراہے پر ہے، میری دوکان

بڑی سڑک پر بیٹھ بازاروں پر فخر ہونے لگ جاتے۔ تجارتی منڈیوں پر فخر ہو اور اس پر کوئی فخر نہ کرے کہ مسجد کیلئے مدرسہ کیلئے کتنی اور کہاں تعمیر ہونی چاہیئے۔

تو بھی ہم تجارت سے منع نہیں کرتے، کاروبار دنیا سے نہیں روکتے، امام ابوحنیفہؒ جن کے ہم مقلد ہیں۔ وہ بھی تاجر تھے۔ لیکن دس روپے کی اگر کوئی چیز خرید کر گھر لے جاتے تو اتنے ہی رقم کی چیزیں شہر کے محدثین اور علماء کے گھروں میں بھیج دیتے، اتنا ہی کپڑا، اتنا ہی ساز و سامان اہل علم میں تقسیم کر دیتے۔ کپڑوں کی تجارت فرماتے، ایک بڑھیا نے آکر خواہش ظاہر کی کہ یہ چادر جتنے میں پڑھ ہے، اتنے پر مجھے دیدیں۔ فرمایا اچھا دو روپیہ دیدو۔ بڑھیا نے کہا مجھ سے مذاق کرتے ہو یہ تو سینکڑوں کی شال ہے اور دو چار روپیہ کیوں دام بتاتے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے دو شال خریدے تھے۔ اب باقی ساری رقم تو ایک شال بیچ کر پوری ہوگئی اور اتنا ہی رقم کم رہ گیا۔ تو کسی اور پر بیچتا تو چار سو میں بیچتا۔ مگر تم نے کہا کہ جتنے میں پڑی ہے۔ اب اس طرح یہ چادر مجھے دو چار روپے ہی کی پڑی ہے۔ تو ایمانداری کا تقاضا ہے کہ یہی رقم مانگی جائے۔

امام بخاریؒ بھی مضاربت سے تجارت کیا کرتے۔ کہتے ہیں کہ عصر کے وقت کچھ کپڑے اور سامان آیا۔ دوکاندار کو اطلاع ہوئی، آکر دوکاندار نے کہا کہ مجھے یہ مال پانچ سو اشرفی منافع پر دیدیں امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ابھی رات گذرنے دو، ابھی تو آیا ہے، اتنی جلدی کیا ہے۔ پھر دیکھا جائے گا۔ وہ شخص چلا گیا۔ صبح دوسرا تاجر آیا اس نے ایک ہزار اشرفی منافع پیش کیا۔ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ کل جس شخص نے پانچ سو منافع دینا چاہا تھا اسی پر بیچنا ہے۔ اگرچہ ان سے بیع نہیں ہوئی تھی، معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ مگر فرمایا کہ میرا دل اسی وقت اس شخص پر بیچنے پر مائل ہو گیا تھا۔ تو یہ تجارت بھی ایسی تھی جس کی برکت سے دین پھیلا ہے۔ فلپائن انڈونیشیا میں بھی ایسے ہی تاجروں کے ذریعہ دین پھیلا۔ ان کے معاملات کو دیکھ کر سارا ملک مسلمان ہو گیا۔ انہوں نے اسلام کو تجارت میں عملاً پیش کر دیا تھا۔

—— تو اسلام ایسے کاروبار سے منع نہیں کرتا۔ مگر آج تو ہم راتوں رات بلڈنگیں کھڑی کرنا چاہتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیوں میں فرمایا کہ لوگ عمارتوں پر فخر کریں گے۔ اور نکاح شادی بھی دولت کی بنا پر کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوئی تو نسب کو دیکھتا ہے کوئی دولت کو، کوئی حسن و جمال کو۔ گویا فرمایا کہ حسن و جمال اور دولت کو چھوڑ دیجیے یہ معلوم کریں کہ سیرت کیسی ہے۔ دین کیسا ہے۔ دولت کو چھوڑیں دولتمند عورت تو تجھے حقیر سمجھے

ہ ایسا غریب شوہر تو میری جوتی کے برابر ہے۔ نسب کو بھی چھوڑیں وہ تو کہے گی کہ تو تو کمینہ ہے۔ نسب ہے۔ میں تو سیّدہ ہوں، پٹھان ہوں ——— تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وجہ سے فرمایا کہ فاظفر بذات الدین۔ دین والی بیوی کو حاصل کرنے کی کوشش کرو، لڑکی دیندار ہو، یہی حال لڑکے کا ہونا چاہیئے۔ صرف یہ کافی نہیں کہ ملازمت کیسی ہے۔؟ بالائی آمدنی کیسی ہے؟ رشوت کتنی ملتی ہے۔؟

الغرض آج کل زبانی جمع خرچ جیسا بھی ہو ۹۹ فیصد لوگ، دولت کے پیچھے پھرتے ہیں لیکن اگر لڑکا دیندار ہوگا تو سب کے حقوق ادا کرے گا۔ ساس اور خسر کی قدر کرے گا، عزت کرے گا کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اب تم نے لڑکی خالص دنیاداری کی وجہ سے کسی کو دی جو دین سے عاری ہے۔ تو وہ متکبر انگریزی تہذیب میں ڈوبا ہوا، دولت کے نشے میں مست شراب کے نشے میں ڈوبا ہوا وہ رشتہ داروں کو کیا پوچھے گا، جو اپنے ماں باپ کو نہ جانے وہ ساس سسر کو کیا جانے گا ———۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نکاح ایک غریب دودھ بیچنے والی بڑھیا کی بیٹی سے کرایا۔ اس لئے کہ اس بچی کے دل میں خدا کا خوف تھا۔ اور وہ اپنی ماں کو دودھ میں پانی ملانے سے روک رہی تھی۔ تو حضرت عمرؓ نے نسل کو دیکھا نہ نسب کو، نہ دولت نہ شہرت، بس یہی بات کہ اس لڑکی کے دل میں خدا کا خوف تو ہے۔ حالانکہ قیصر و کسریٰ اور سلاطین کی شہزادیاں باندیوں کی طرح تقسیم ہوتی تھیں۔ اور حضرت عمرؓ کے بیٹوں سے نسبت ہر شخص کے لئے باعث فخر بات تھی ———۔

العرض تجارت، معاشرت، تہذیب و تمدّن ہر چیز کی اصلاح قرآن و سنّت کے احکام اور تعلیمات ہی سے ہو سکتی ہے۔ اور یہ چیز ان مدارس عربیہ ہی سے پھیل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مراکز کو قائم و دائم رکھے اور اسے ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

رنگین نورانی قاعدہ ——— بچوں کیلئے رنگین نورانی قاعدہ مختلف رنگوں میں اعلیٰ کاغذ عمدہ طباعت دینی مدارس کے لئے فی سینکڑہ پچیس ۲۵ روپے صرف۔ اور ایک ورقی آٹھ روپے سینکڑہ۔ رقم پیشگی۔ ڈاک خرچ معاف۔

پتہ:۔ حافظ محمد بشر لیث معرفت حافظ اسٹور۔ حکیم فتح محمد سیہوانی روڈ۔ نئی بادلین، کراچی ۲